© rasailojaraid.com

وِلادتِ باسعادت

ساقی نامہ

از جناب جگن ناتھ صاحب آزاد ایم اے، محکمہ اطلاعات عامہ، نیو دھلی،

جگن ناتھ آزاد صاحب نے جمہور نامہ کے نام سے کئی ہزار اشعار کی ایک طویل نظم لکھی ہے، جس میں ابتدائے آفرینش سے لے کر اس وقت تک دُنیا کی سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ اس کا ایک باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اس کی برکتوں پر بھی ہے، آزاد صاحب اگرچہ ہندو ہیں لیکن اسلامی افکار و تصورات اور مسلمانوں کی تہذیب و روایات کے بڑے مزاج شناس ہیں، اس لئے اسلامی موضوع پر ان کی نظموں میں اسلامی روح بولتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ٹکڑا بڑا مؤثر اور دلکش ہے اس قسم کی نظموں میں جو مختلف النوع واقعات اور خیالات پر مشتمل ہوں، شاعرانہ پہلو کا سنبھالنا آسان نہیں ہے، لیکن جگن ناتھ صاحب ایک قادر الکلام شاعر ہیں، اس لئے انہوں نے اس نظم میں شاعرانہ خوبیوں کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے، جس کا اندازہ اس نظم سے ہو گا۔ "م"

پلا دے معرفت کی جس قدر بھی ہے مے باقی — کہ میرے لب پہ ذکرِ فخرِ موجودات ہے ساقی
اٹھا وہ جام جو احساس کی دُنیا کو گرما دے — مرے جذبے کو اپنی ایک موجِ مے سے چمکا دے
جو مجھ کو بات کرنے کا مؤدب ڈھنگ سکھلا دے — مری گفتار کی قوت پہ یہ احسان فرما دے
کہ اب مجھ کو گزرنا ہے بڑے نازک مقاموں سے — کبھی بطحا کی صبحوں سے کبھی یثرب کی شاموں سے
جہانِ شاعری میں آج رہ جائے بھرم میرا — سخن سنجوں کی صف میں ہو نہ شرمندہ قلم میرا
مجھے لکھنا ہے اک انسانیت کا بابِ تابندہ — منور جس کے ہوں الفاظ مصرعے جس کے رخشندہ
مجھے اک محسنِ انسانیت کا ذکر کرنا ہے — مجھے رنگِ عقیدت فکر کے سانچے میں بھرنا ہے
بیاں کرنا ہے اوجِ ابنِ آدم بن کے کون آیا — بیاں کرنا ہے فخرِ ہر دو عالم بن کے کون آیا
بتانا ہے کہ جب انسان سیدھی راہ بھولا تھا — وہ جب نازاں تھا کج بینی پہ گمراہی پہ بھولا تھا
تو کیوں کر غیب سے انسانیت کا رہنما آیا — شفاعت کے لئے سامانِ بشر کا آسرا آیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ کیا ساماں تھے جب اُتری تھی رحمت دو جہانوں کی
بلندی مل گئی کیوں کر زمیں کو آسمانوں کی

بشر سے کس طرح تورات کے وعدے ہوئے پورے
سحر کے شام کے دن رات کے وعدے ہوئے پورے

بشارت جس کی دی تھی ابن مریم نے زمانے کو
وہ ہستی کون تھی کب آئی تھی محفل سجانے کو

نہ ہے تاب سخن مجھ کو نہ ہے تحریر کا یارا
میں ذرہ ہوں مرا موضوع خورشید جہاں آرا

کہانی لکھ چکا ہوں گو چہ سورج چاند تاروں کی!
بہت دہرا چکا ہوں داستاں رنگیں بہاروں کی

مگر وہ چاند تارے پھول سورج سب ہیں جسمانی
جواب موضوع ہے خورشید میرا وہ ہے روحانی

یہ خورشید ضمیر آرا ہے خورشید معانی ہے
اسی خورشید کی ذرے کے لب پر اب کہانی ہے

عرب اور باقی دُنیا کی حالت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل

عرب کی سرزمین پر خیمہ زن گہرا اندھیرا تھا
جہاں تک کام کرتی تھی نظر ظلمت کا ڈیرا تھا

عرب کی سرزمیں ہر قید سے آزاد دُنیا تھی
یہ دُنیا اک عجب مجموعۂ اضداد دُنیا تھی

یہ صحرائے لق و دق یہ شتربانوں کا گہوارہ
یہ بیٹھا تھا ہر گوشے میں ایماں سوز نظارہ

قبیلوں میں یہاں تقسیم تھی انسان کی دُنیا
فقط جنگ و جدل پر تھی فدا ارمان کی دُنیا

بہانہ ڈھونڈتے پھرتے تھے انسان جنگ بازی کا
ہر اک گران کی گھٹی میں پڑا تھا فتنہ سازی کا

بظاہر گو چہ تھے یہ دین ابراہیم کے پیرو
بہ باطن تھے مگر سب اپنی ہی تنظیم کے پیرو

یہاں جتنے بھی سینے تھے شجاعت کے ٹھکانے تھے
مگر اپنے ہی بھائی اس شجاعت کے نشانے تھے

بہادر جس قدر بھی تھے بہم دست و گریباں تھے
جنوں وہ تھا کہ اپنے ہاتھ تھے اپنے ہی داماں تھے

کمال بدزبانی تھا کمال اُن کی طلاقت کا
نمونہ فحش گوئی کا نمونہ تھا فصاحت کا

بڑا معیار تھا ان کی شرافت کا، نجابت کا
کہ دھندلا سا تصور بھی نہ تھا عورت کی عزت کا

یہ اپنی بیٹیوں کو جا کے زندہ گاڑ آتے تھے
کتاب زندگی کا یہ ورق خود پھاڑ آتے تھے

سمجھتے تھے کہ بیٹی داغ ہے انسان کے دامن کا
اسے کہتے تھے وہ اک نام ہستی کے گلستاں کا

عجب انداز تھا ان کی ثقافت کا عدالت کا
نرالا رنگ تھا ان کی شجاعت کا سخاوت کا

جو تھے جود و کرم والے نمایاں تھا یہ حال اُن کا
کہ کمزوروں کے حق کو مار لینا تھا کمال اُن کا

سخی جو تھے وہ بیواؤں کا حق اپنا سمجھتے تھے،
جواں بیٹے جو تھے ماؤں کو حق اپنا سمجھتے تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہاں مذہب کی عزت تھی نہ تھی ایمان کی عزت — نہ ہو ایمان کی تو پھر کہاں انسان کی عزت
غرض اس سرزمیں کی تھی عجب ناگفتنی حالت — جو نظارہ تھا اس کا، تھا وہی نظارہ عبرت
جہاں قرآن بن کر حرف حق کو جگمگانا تھا
وہ خطہ آج اک گہرے اندھیرے کا ٹھکانا تھا

ایران

عرب سے مختلف تھا گرچہ کچھ ایران کا عالم — یہاں بھی تھا مگر ناگفتنی ایمان کا عالم
شہنشاہی کی یاں بے نور شمعیں جھلملاتی تھیں — بھڑک اٹھتی تھیں وہ کچھ دیر جب بجھنے پہ آتی تھیں
یہ ان بجھتی ہوئی شمعوں کا تھا انداز نورانی
کہ ظلمت میں اضافہ کر رہی تھی ان کی تابانی

یونان اور روم

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا — وہی روئے زمیں پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ — فلاطوں کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
زمیں بالکل ہی بنجر تھی گھٹا جس پر برستی تھی — کتاب زندگانی اہل معنی کو ترستی تھی
ارسطو کی طلاقت ایک گم گشتہ خزانہ تھی
سکندر کی شجاعت ایک پارینہ فسانہ تھی
وہ دنیا جس پہ تھی اسکندر اعظم کی دارائی — بالآخر رومیوں کے ایک دن زیر نگیں آئی
یہ رومی کاروبار زندگی میں گرچہ ماہر تھے — مگر تہذیب کے معنی سمجھنے سے وہ قاصر تھے
نہ تھا ان کو ذرا فن و ہنر کے نام سے مطلب — انہیں تھا بس حکومت اور اس کے کام سے مطلب
یہ بے چارے رہے اخلاق کے عالم سے ناواقف
یہ آدم زاد تھے ہمدردی آدم سے ناواقف

چین

بہت چمکا زمیں پر چین کی تہذیب کا تارا — مگر اب بجھ کے ٹھنڈا ہو چکا تھا یہ جہاں آرا
کبھی ہوتی رہی ہوگی یہاں تعظیم کنفیوشس — دلوں سے ہو چکی تھی محو اب تعظیم کنفیوشس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولادتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا

کہ دنیا کے افق پر وہ فضائے سیلابِ نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا

حقیقت کی خبر دیتا بشیر آیا نذیر آیا!
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا

بھٹکتی خلق کو رستہ دکھانے رہنما آیا
سفینے کو تباہی سے بچانے ناخدا آیا

مبارک ہو زمانہ کو کہ ختم المرسلین آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃ للعالمین آیا

خلیق آیا کریم آیا رؤف آیا رحیم آیا
کہا قرآں نے جس کو صاحبِ خلقِ عظیم آیا

بصیرت عام فرماتا ہوا مردِ بصیر آیا
اندھیرے کی حکومت میں تجلی کا سفیر آیا

بشر بن کر زمانے کا جمالِ اولیں آیا
متاعِ صدق ہے کہ صادق الوعد و امیں آیا

وہ آیا فقر فخری رتبہ ہے جس کی قناعت کا
وہ آیا جو معلم ہے جہاں میں دینِ فطرت کا

وہ آیا جس کو کہیئے فخرِ آدم، ہادیِ اکرم!
وہ آیا جس کو کہیئے زندگی کا محسنِ اعظم

سراپا علم بن کر صاحبِ ام الکتاب آیا
زمینِ تشنہ لب کی زندگی بن کر سحاب آیا

تجلی عام فرماتا ہوا شمس الضحیٰ آیا
امام الانبیاء آیا محمد مصطفےٰ آیا

محمد مصطفےٰ یعنی وہ محبوبِ خدا آیا
دلوں نے سرخوشی پائی کہ احمد مجتبےٰ آیا

کبھی پھرتا رہا جو زندگی کی چشمِ حیراں میں
وہی جلوہ سمٹ کر آگیا خود بزمِ امکاں میں

نویدِ جانفزا پائی یتیموں نے غریبوں نے
غلاموں بے سہاروں، بیکسوں آفت نصیبوں نے

پیامِ زندگانی مل رہا تھا زیر دستوں کو
قضا آنکھیں دکھاتی پھر رہی تھی خود پرستوں کو

دلِ دنیا سے ہر ارمان اٹھتا تھا دعا بن کر
مسرت نعرہ زن تھی چار سو پیکِ صبا بن کر

سلام

سلام اے خلقِ سبحانی سلام اے نورِ یزدانی
سلام اے وقت کی تقدیر کے ماتھے کی تابانی

سلام اے سازِ ایمانی سلام اے سوزِ قرآنی
سلام اے حرفِ روحانی سلام اے نطقِ ربانی

سلام اے آسمانِ قدس کے مہرِ جہاں آرا
سلام اے فخرِ آدم انبیاء کے طرۂ زیبا

سلام اے نورِ حق اے شمعِ ظلمت خانۂ دنیا
سلام اے ساقیِ دریا دلِ میخانۂ دنیا

سلام اے دستگیرِ بیکساں اے ہادیٔ اکرم
سلام اے دو جہاں کی زندگی کے محسنِ اعظم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلام اے وہ کہ ہے پیغمبرِ امّی لقب تیرا
سلام اے وہ کہ تیری ذات پر نازاں نسب تیرا

سلام اے وہ کہ تھے تیرے لئے تورات کے وعدے
بشر سے تھے سحر کے شام کے دن رات کے وعدے

سلام اے وہ کہ تیری ابن مریم نے بشارت دی
جہانِ زندگی کے کیف نے کم نے بشارت دی

سلام اے بیکسوں کو ارجمندی بخشنے والے
سلام اے پست حالوں کو بلندی بخشنے والے

سلام اے دیوِ باطل کی کلائی موڑنے والے
سلام اے آدمی کا حق سے رشتہ جوڑنے والے

سلام اے نازش و فخر و وقارِ آدم فانی
سلام اے بزم تاریک جہاں میں شمع نورانی

بشکریہ "معارف" اعظم گڑھ

ضروری التماس

یہ سال شمارہ ۹ جلد دوم کا چوتھا نمبر آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس شمارہ کے ساتھ کئی حضرات کی مدت خریداری ختم ہو جائے گی۔ ان کے پتوں کی سلپ پر خریداری نمبر پر سرخ نشان لگا دیا ہے، وہ آئندہ سال کیلئے چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماویں، منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں اگر ان کی طرف سے نہ منی آرڈر آیا اور نہ کوئی اطلاع تو آئندہ پرچہ اُن کو بذریعہ وی پی بھیجا جاوے گا، جو انہیں ضرور وصول کرنا ہوگا۔ ورنہ ادارہ کو سخت نقصان ہوگا۔ یہ ماہنامہ جو کہ دینی اور تبلیغی ہے اسے جاری رکھنے کیلئے ادارہ کی حوصلہ افزائی بھی اور ثواب دارین بھی حاصل کریں،

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: **دفتر ندائے حق، ۳ اونکار روڈ کرشن نگر لاہور**

شائع ہو گئی ہے ٹکٹ بھیج کر دفتر رسالہ "ندائے حق" ۳ اونکار روڈ کرشن نگر سے **عصائے موسیٰ**
بجواب حدیث پرویز نمبر ۲ جناب پرویز صاحب کے رسالے موسومہ اندھے کی لکڑی کا جواب
از پروفیسر عباس صاحب منگوا سکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com